رسول اکرم ﷺ کی بشری حقیقت: تحقیقی جائزہ

سید عباس حیدر زیدی*

رسول اللہ ﷺ کی بشری حقیقت کے بارے میں مسلمانوں میں دو متضاد رائے پائی جاتی ہیں۔ ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت وحی کو پہنچانے کی حد تک تھی۔ اس کے علاوہ وہ ایک عام انسان تھے۔ چنانچہ عام انسانوں کی طرح ان سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی تھیں۔ جبکہ ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت صرف وحی پہنچانے تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپ ہر طرح سے ایک کامل انسان تھے کہ جن سے کوئی غلطی ہر گز سرزد نہیں ہو سکتی۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا کہ:

"قُلْ اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى اِلَيَّ أَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔"(1)

یعنی: "آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں۔ (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔ تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔"

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے انسان کی صورت میں مبعوث کیا تھا۔ ان میں اور عام انسانوں میں وحی کا فرق تھا جو کہ ان پر نازل ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ان کی اپنی نفسانی خواہشات کی بھی نفی کرتی ہے۔ ایک اور آیت میں بھی ارشاد ہوتا ہے:

"قُلْ اِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى اِلَيَّ أَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ۔"(2)

یعنی: "آپ کہہ دیجئے! میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں۔ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے۔ سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے۔"

رسول اللہ ﷺ اس حوالے سے بشر تھے کہ آپ بھی عام انسانوں کی طرح پیدا ہوئے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی منزلیں طے کیں۔ آپ عام انسانوں کی طرح کھاتے، پیتے، سوتے اور جاگتے تھے۔ عام انسانوں کی طرح کھانے، پینے، سونے اور جاگنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ میں انسانی خصوصیات پنہاں تھیں۔ اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ بشریت کے تقاضے کے تحت آپ سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی تھیں۔ قرآن میں ارشاد ہوا کہ:

"وَاِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي اِنْ أَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوحَى اِلَيَّ اِنِّي أَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔"(3)

یعنی: "اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھیں جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے۔ آپ ﷺ یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں۔ بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعے سے پہنچا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔"

---

*۔ محقق، مدیر سہ ماہی مجلہ نور معرفت، اسلام آباد۔

اس آیت میں جملہ ''اِنْ أَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحَیٰ اِلَیَّ'' کے ضمن میں معروف مفسر قرآن فخر الدین رازی کہتے ہیں: ''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وحی کے علاوہ نہ کوئی حکم دیتے تھے اور نہ کبھی بھی اپنی رائے واجتہاد پر عمل کرتے تھے۔'' (4)

اگر تحقیق کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو احادیث کی اہم کتابوں میں ایک عام انسان کی طرح غلطیاں کرتے دکھایا گیا ہے۔ جس سے نا صرف رسول اللہ ﷺ کی شخصیت مجروح ہوتی ہے بلکہ غیر مسلمین کو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو داغ دار کرنے کا بھی موقع ملتا ہے۔ صحیح مسلم میں ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر لوگوں نے کھجوریں اسی طرح کاشت کیں کہ جیسے انھوں نے حکم دیا تھا تو اس سال کھجوریں خراب ہو گئیں، جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ'' (5)

یعنی: ''تم اپنے دنیاوی کاموں کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہو۔''

یہی حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں رقم کی ہے۔ (6)

اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیاوی امور سے ناواقف تھے اور دوسرے لوگ ان سے بہتر طور پر واقفیت رکھتے تھے۔ اس کے خطرناک نتائج یہ برآمد ہوں گے کہ رسول اللہ ﷺ کے امور کو دینی اور دنیوی دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس طرح اس کا ایک مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ دین انسانوں کے اجتماعی معاملات اور دنیاوی مسائل سے الگ ہے جبکہ یہی فکر دین اور سیاست میں جدائی ڈالتی ہے اور دین کو محدود دائرے میں قید کرتی ہے۔ ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي۔''

یعنی: ''میں تم جیسا ہے بشر ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو، اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلایا کرو۔''

اس حدیث کے منابع پر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث احادیث کی اہم کتابوں صحیح بخاری (7)، صحیح مسلم (8)، مسند احمد بن حنبل (9)، سنن ابی داوٗد (10)، سنن ابن ماجہ (11)، سنن دارمی (12)، میں موجود ہے۔ البتہ اس حدیث کا واقعاتی پس منظر تاریخ اسلام کی اہم کتابوں تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، الکامل فی التاریخ، البدایہ والنہایہ، مروج الذہب، المختصر فی اخبار البشر اور تاریخ خلفاء میں نظر نہیں آتا۔ نہ ہی یہ حدیث سیرت کی اہم کتابوں سیرۃ حلبیہ، السیرۃ النبویۃ۔ ابن اسحاق، السیرۃ النبویۃ۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ۔ ابن ہشام، دلائل النبوۃ۔ بیہقی، المغازی، الواقدی، الروض الانف میں نظر نہیں آتی۔ اگر کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا ہوتا کہ جس میں رسول اکرم ﷺ کا مندرجہ بالا فرمان ہوتا تو اس کی موجودگی تاریخ اسلام اور خاص طور پر سیرت کی کتابوں میں بھی ہونی چاہئے تھی۔

بعض روایات ایسی ہیں کہ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی آیات بھول جایا کرتے تھے اور صحابہ انھیں وہ آیات یاد دلایا کرتے تھے۔ جیسے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ:

''حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ «يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا۔'' (13)

یعنی: ''آپ نے ایک مسلمان کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی تو فرمایا: ''خدا رحمت کرے۔ اس شخص نے مجھے وہ آیات یاد دلادیں، جنھیں میں بھول چکا تھا اور قرآن کے فلاں سورے سے ساقط کر دیتا تھا''۔

یہی حدیث صحیح بخاری میں حضرت عائشہ سے اس طرح بیان کی گئی ہے کہ:

''حدثنا ربيع بن يحيى حدثنا زائدة حدثنا هشام عن عروة عن عائشة رضى الله عنها قالت: سمع النبى صلى الله عليه و سلم رجلا يقرأ فى المسجد فقال «لقد أذكرنى كذا و كذا آية من سورة كذا'' (14)

اس روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن بھی بھول جاتے تھے جبکہ یہ روایت قرآن مجید کی آیات سے ٹکراتی ہے۔ قرآن میں ہے کہ: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى'' یعنی: ''ہم تمھیں قرآن پڑھا دیں گے اور تم اسے نہیں بھولوگے۔'' (15) جب اللہ خود رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبی کو قرآن یاد کرادے گا تو پھر بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس طرح مذکورہ روایت میں بھی نبی اکرم ﷺ کی شان میں توہین کی گئی ہے اور ساتھ ہی انھیں ایک عام انسان کی مانند بھول چوک والا انسان بتایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اگر بشر تھے تو اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا کہ ان سے بھول چوک ہو جایا کرتی تھی۔

کچھ احادیث ایسی بھی ہیں کہ جن میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز چار رکعات پڑھانے کے بجائے دو رکعات پڑھیں اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے جب یہ بتایا کہ آپ نے دو رکعات نماز پڑھی ہے تو آپ نے پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ:

''عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: صلى بنا النبي صلى الله عليه وسلم احدى صلاتي العشي قال محمد وأكثر ظني العصر ركعتين ثم سلم ثم قام الى خشبة في مقدم المسجد فوضع يده عليها وفيهم أبوبكر وعمر رضي الله عنهما فهابا أن يكلماه وخرج سرعان الناس فقالوا أقصرت الصلاة؟ ورجل يدعوه النبي صلى الله عليه وسلم ذا اليدين فقال أنسيت أم قصرت؟ فقال (لم أنس ولم تقصر)۔ قال بلى قد نسيت۔ فصلى ركعتين ثم سلم ثم كبر فسجد مثل سجوده أو أطول ثم رفع رأسه فكبر ثم وضع رأسه فكبر فسجد مثل سجوده أو أطول ثم رفع رأسه وكبر'' (16)

یعنی: ''ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ زیادہ خیال میرا یہ ہے کہ وہ نماز عصر تھی۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیر کر نماز ختم کر دی۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس جو مسجد کے اگلے حصہ میں تھی کھڑے ہوئے اور دست مبارک اس پر رکھا، نمازیوں میں ابوبکر بھی تھے اور عمر بھی۔ انھیں رعب نبوت مانع ہوا کہ کچھ بول سکیں۔ لوگ بہ عجلت صف سے باہر نکل آئے۔ لوگوں نے پیغمبر ﷺ سے عرض کی۔ آپ نے نماز قصر پڑھی ہے کیا؟ ایک شخص جسے پیغمبر ذوالیدین کہہ پر پکارتے تھے۔ اس نے پوچھا کہ آپ نماز میں بھول گئے یا عمداً قصر پڑھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا، نہ نماز قصر ہوئی، اس نے کہا نہیں بلکہ آپ بھول گئے۔ اس پر پیغمبر نے پھر دو رکعتیں پڑھیں، سلام پڑھا اور تکبیر کہہ پر سجدہ سہو کیا۔''

یہی حدیث صحیح مسلم میں موجود بھی ہے۔ (17) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سجدہ سہو کے باب میں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث موجود ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ کے ان واقعات کا بیان ہے کہ جن میں وہ نماز کی رکعات بھول گئے اور دوسرے لوگوں نے انہیں یاد دلایا۔ مندرجہ ذیل احادیث میں بھی یہی ارشاد ملتا ہے کہ '' قال انما انا بشر'' ۔ یعنی میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ روایات میں جہاں جہاں رسول اللہ ﷺ کو خطا کرتے دکھایا گیا ہے وہاں وہاں اس بات کا بیان بھی موجود ہے کہ میں بھی تم جیسا ہی بشر ہوں۔ دوسرے الفاظ میں روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی سہو، نسیان کا امکان ممکن ہے۔

محمد بن عبدالوہاب '' مختصر زاد المعاد'' میں فصل ''آنحضرتؐ کے سجدہ سہو کا طریقہ '' میں اسی حدیث کو بنیاد بناتے ہیں کہ ''میں تم جیسا ہی بشر ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو، اسی طرح میں بھی بھول جاتا ہوں، جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلایا کرو''۔ (18) پھر وہ کہتے ہیں: ''آپؐ کا سجدہ سہو دراصل امت کے لئے ایک نعمت اور کمال دین کا سبب ہے تاکہ سہو کا جو طریقہ مشروع ہوا، اس میں آپ کی اقتداء کریں''۔ (19) اس کے بعد وہ پانچ ایسی روایات بیان کرتے ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ نماز میں رکعات بھول گئے اور دوسرے لوگوں نے انھیں یاد دلایا۔

تاریخ کے خاص موقعوں پر رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی جب لوگوں نے خلاف ورزیاں کیں تو ان کے جواز کے لئے اسی بات کا سہارا لیا گیا ہے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ ایک انسان بھی تھے، لہٰذا ان سے خطاء بھی ہو سکتی تھی۔ شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ''حجتہ الاللہ البالغہ '' میں ان

تمام مقامات پر کہ جہاں صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کیا، اسے ”علم اسرار الدین “ کا نام دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ” حجتہ اللہ البالغہ “ (باب ۵۷، علوم نبوی کی اقسام) میں رسول اللہ ﷺ کے امور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔(20)

ا۔ وہ امور جو تبلیغ رسالت سے تعلق رکھتے ہیں۔

۲۔ وہ امور جن کا تبلیغ رسالت سے کوئی تعلق نہیں۔

شاہ ولی اللہ نے ان امور کے متعلق کہ جن کا تبلیغ رسالت سے کوئی تعلق نہیں، رسول اللہ ﷺ کا وہی ارشاد رقم کیا ہے کہ : میں ایک انسان ہوں۔ جب میں تم سے کوئی مذہبی امر بیان کروں تو اس کو اختیار کرو اور جو بات میں اپنی رائے سے کہوں، پس میں انسان ہوں۔(21)

اسی لئے علامہ شبلی نعمانی نے بھی اپنی کتاب الفاروق میں یہ بحث کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض افعال منصب نبوت سے تعلق رکھتے تھے اور بعض افعال بشری نوعیت کے حامل تھے۔ شبلی نے حضرت عمر کے حوالے سے کہا ہے کہ :”وہ سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے ”علم اسرار الدین“ کی بنیاد ڈالی۔“(22) شبلی نے اس بات کا بھی انکشاف کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ نے احادیث میں جو فرق بتایا، اس کے موجد دراصل حضرت عمر ہی ہیں۔ پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت عمر نے جو جو اختلافات کیے، ان کو سند کے طور پر پیش کیا ہے۔ شبلی کی بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کئی امور میں مداخلت کی تھی یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کچھ ہوتا تھا اور حضرت عمر کا کچھ اور ہوتا تھا، چنانچہ طٰہٰ حسین مصری کہتے ہیں کہ :

جس وقت حضرت عمر اپنی رائے کو صحیح سمجھ لیتے تھے کمال جرات کے ساتھ اسے پیش کرتے تھے۔اور رسالت مآب ﷺ تک سے اختلاف رائے کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔(23)

چونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی متعدد بار خلاف ورزیاں کیں لہٰذا اسی بات کو ان کی فضیلت میں شمار کیا گیا اور اسی لئے یہ اصول بنایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ افعال کہ جہاں صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزیاں کیں، اسے بشری حیثیت کا حامل قرار دے کر ان کی نافرمانی رسول کی توجیہہ کی جاسکے۔ شبلی رسول اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر کہتے ہیں :

لوگوں نے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارانہ تھی آپ نے انکار فرمایا، اسی حالت میں غشی طاری ہو گئی، لوگوں نے منہ کھول کر دوا پلادی۔ افاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا کہ سب کو دوا پلائی جائے۔۔۔۔ محدثین اس واقعہ کو لکھ کر لکھتے ہیں کہ یہ بشریت کا اقتضاء تھا، یعنی جس طرح بیماروں میں نازک مزاجی آجاتی ہے۔آپ نے بھی اسی طرح یہ حکم دیا تھا، لیکن ہمارے نزدیک تو یہ تنک مزاجی نہیں بلکہ لطف طبع تھا۔(24)

گویا شبلی نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا عمل انجام دیا تھا۔ محدثین نے تو یہ توجیہہ کی کہ ” بشریت “ کا تقاضا یہی تھا کہ بیماری میں تنک مزاجی آگئی اور شبلی کے نزدیک یہ ”لطف طبع “ تھا۔ شبلی نے لفظوں کی ادائیگی بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کے اس عمل میں چونکہ خامی نظر آتی ہے کہ انھوں نے دوا کی ناگواری کے سبب ایسا کیا کہ سب ہی کو زبردستی دوا پلادی لہٰذا اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے بجائے محدثین نے اسے تقاضائے بشریت اور تنک مزاجی کا نام دیا اور شبلی نے لطف طبع کا لیکن تحقیق کی جائے تو ایسی روایت کہ جہاں رسول اللہ کی توہین ہو رہی ہو وہاں روایت کو ہی ضعیف کہنا چاہئے، لیکن شبلی نے ایسا نہیں کیا ہے اور محض لفاظی سے محدثین کی ہمنوائی اس صورت میں کی ہے کہ روایت کو قبول کیا ہے اور مخالفت اس صورت میں کی ہے کہ اپنی رائے محدثین کی رد میں پیش کی ہے۔

شبلی نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سیرت میں جس حیثیت سے پیش کیا ہے، اس بارے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا یہ کہنا صحیح معلوم ہوتا ہے:

انھوں نے آنحضرت کو ان کی جامعیت کبریٰ کے باوجود انسان اور بشر ہی تصور کیا ہے اور اسی حیثیت سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ شبلی نے آپ کو بشر نبی ایک ”عقل مند“ نبی تصور کیا ہے۔ اگرچہ آپ کی ذات روحانیت کامل اور نزاہت اور پاکیزگی کا ارفع اور اکمل نمونہ بھی تھی۔ بشریت اور معقولیت کا یہ رجحان دبستان سر سید کا مشترک رجحان ہے۔(25)

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے کی بنا پر ان سے خطاء ہو جانے کا سہارا لے کر ان لوگوں کے لئے بھی راہ نکالی گئی کہ جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی تھی۔اس حوالے سے بعض احادیث بھی رسول اللہ ﷺ سے منسوب کی گئیں۔امام مسلم نے اس کے لئے باقاعدہ عنوان قرار دیا ہے:

"باب مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلاً لِذَلِكَ كَانَ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا وَرَحْمَةً۔ "(26)

یعنی: "وہ لوگ جن پر رسول نے لعنت کی اور وہ مستحق لعنت نہ تھے۔۔۔۔۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا۔"(27)

یعنی: "خداوندا! میں ایک انسان ہوں۔پس اگر میں کسی مسلمان پر نفرین کروں تو تُو اسے اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دینا۔"

اسی طرح صحیح مسلم میں ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ آذَيْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلاَةً وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ "

یعنی: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بارالہا! میں تجھ سے ایک ہمیشہ برقرار رہنے والا معاہدہ کرتا ہوں جسے تو ہرگز نہیں توڑے گا۔تو جانتا ہے کہ میں ایک انسان ہوں لہٰذا اگر میں کسی مومن کو تکلیف پہنچاؤں، اسے بُرا بھلا کہوں، اسے تازیانہ ماروں یا اس پر لعنت کروں تو میرے اس فعل کو اس کے لئے رحمت، پاکیزگی اور اپنے قرب کا ذریعہ قرار دے تاکہ قیامت کے دن اسے اس کے وسیلے سے تیرا قرب حاصل ہو۔" (28)

یہی روایت امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں (29)، دارمی نے اپنی سنن میں (30)، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں (31)، جلال الدین سیوطی نے جامع الصغیر میں (32) اور مقریزی نے امتاع الاسماع میں (33)، بیان کی ہے۔ان احادیث میں ایک خاص بات جو بیان کی گئی ہے کہ رسول نے خود کو ایک ایسا بشر بتایا ہے کہ جن سے غلطیاں بھی سرزد ہو سکتی ہیں اور جو جو غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں، ان میں رسول اللہ ﷺ چار امور انجام دے سکتے ہیں۔

ا۔ مؤمن کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ ۲۔اسے بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں۔

۳۔اسے تازیانہ مار سکتے ہیں۔ ۴۔اس پر لعنت کر سکتے ہیں۔

ان احادیث سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں، وہ اس طرح سے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی عام انسانوں کی طرح بغیر کسی سبب کے غصہ ہو جاتے تھے اور مومنین کو اذیت دیتے اور برا بھلا کہا کرتے تھے۔جبکہ ایسی احادیث کی سیرت کے صریح خلاف ہیں۔رسول اکرم ﷺ کو جو مقام و مرتبہ حاصل تھا، اس کے تحت اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ آپ خلاف عقل کوئی کام کریں۔کیونکہ آپ ہی منبع شریعت تھے۔

قرآن کا واضح ارشاد ہے کہ " وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔ " یعنی: "اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔" (34) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بغیر وحی کے کلام نہیں کرتے تھے۔قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: " وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ " یعنی: " غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔"(35)

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: "وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا" یعنی: "اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے"۔(36) اسی طرح قرآن میں ہے کہ: "وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ" یعنی: " اور بے شک تو بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔"

(37) اس جیسی متعدد آیات رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کی نشاندہی کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ کہنا کہ اگر وہ کسی پر لعنت کریں تو وہ اس کے لئے رحمت قرار پائے، اس آیت کے متصادم ہے کہ جہاں اللہ ارشاد فرما رہا ہے:

"فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَائَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَائَنَا وَأَبْنَائَكُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ"

یعنی: "اس لئے جو شخص آپ کے پاس اس علم کے آجانے کے بعد بھی آپ سے اس میں جھگڑے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندوں کو اور ہم تم اپنی اپنی عورتوں کو اور ہم تم خاص اپنی اپنی جانوں کو بلالیں، پھر ہم عاجزی کے ساتھ التجا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔" (38)

اس آیت کی رو سے تو جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوگی لیکن اگر مذکورہ حدیث کو صحیح سمجھا جائے تو یہی لعنت ان کے لئے بھی رحمت بن جائے گی، جبکہ اصولی طور پر قرآن کی رو سے ان پر خدا کی لعنت ہی ہوگی۔ اس کے علاوہ رسول اللہ کے بہت سے اقوال ہیں کہ جن میں آپ نے اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔"

یعنی: "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔" (39)

صحیح مسلم میں ایک باب یہ بھی ہے کہ:

"باب فَضْلِ مَنْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَبِأَيِّ شَيْئٍ يَذْهَبُ الْغَضَبُ" (40)

اس میں یہ حدیث ملتی ہے کہ:

"قَالَ قُلْنَا الَّذِي لَا يَصْرَعُهُ الرِّجَالُ۔ قَالَ «لَيْسَ بِذَلِكَ وَلَكِنَّهُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ" (41)

امام بخاری نے ایک باب اس مخصوص عنوان کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ

"بَاب لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا"

"نبی نہ گالی دیتے تھے اور نہ ہی آپ بد خلق تھے۔" (42)

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جب کچھ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کو "السلام علیکم" کے بجائے "اسام علیکم" کہا یعنی تمہارے اوپر موت ہو تو حضرت عائشہ نے بھی یہی جواب دیا جسے سن کر رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع کیا اور کہا:

" قال۔ أو لم تسمعي ما قلت ؟ رددت عليهم فيستجاب لي فيهم ولا يستجاب لهم في "

یعنی: "کیا تم نہیں جانتی کہ اگر میں ان لوگوں کے لئے بد دعا کروں تو میری بد دعا قبول ہو جائے گی لیکن ان کی بد دعا میرے حق میں ذرہ برابر بھی اثر نہیں کرے گی۔" (43)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لئے بد دعا کریں تو خدا ان کی بدعا کو قبول فرمالے گا۔ اسی طرح امام مسلم نے بھی اس ضمن میں متعدد احادیث نقل کی ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب کے "باب النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا" میں ایسی احادیث بیان کی ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نا صرف گالیاں دینے سے منع کیا بلکہ حیوانوں کو بھی گالیاں دینے سے منع کیا۔ (44)

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں اور خاص طور پر بنو امیہ پر لعنت کی تھی۔ اسی لئے ایسی روایات گھڑی گئیں کہ جس سے رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے لئے جو لعنت فرما گئے تھے، وہ ان کے لئے رحمت بن جائے۔

امام مسلم نے "باب مَنْ لَعَنَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم" میں ہی امیر شام کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ قول بھی رقم کیا ہے کہ " لا أشبع اللہ بطنہ" (45) گویا امام مسلم یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے امیر شام پر لعنت کی لیکن یہ لعنت ان کے لئے رحمت بن گئی۔اسی حدیث کو جواز بنا کر شمس الدین الذہبی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام نسائی کے حوالے سے رقم کیا ہے کہ جب کچھ لوگوں نے ان سے آکر کہا کہ آپ امیر شام کے فضائل کیوں نہیں لکھتے تو انھوں نے کہا: اُن کی کون سی فضیلت بیان کروں کیا حدیث " اللھم لا تشبع بطنہ " نقل کروں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اگرچہ امام نسائی اس حدیث کو امیر شام کی مذمت میں سمجھتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ حدیث اُن کی فضیلت کا باعث ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی لعنت اس شخص کو شامل ہی نہیں ہوتی جو اصلاً اس کا مستحق ہی نہ ہو۔اس کے بعد ذہبی رسول اللہ ﷺ کا یہی ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

" اللھم من لعنتہ أو شتمتہ فاجعل ذلك لہ زکاۃ و رحمۃ" (46)

یعنی: " خدایا! میری لعنت وملامت ایسے شخص کے حق میں جو اس کا مستحق نہ ہو رحمت میں بدل دے اور میری لعنت وملامت کو اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔"

یعنی ذہبی نے امام نسائی کی تردید کی اور امیر شام پر لعنت والی حدیث کو اس کی فضیلت میں شمار کیا۔امام حاکم نے اپنی صحیح المستدرک، کتاب الفتن والملاحم، میں ایسی روایات نقل کی ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ نے بنو امیہ اور ان کے لوگوں پر لعنت فرمائی تھی۔ہم ان میں سے چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

" أن رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ و سلم قال: انی أریت فی منامی کأن بنی الحکم بن أبی العاص ینزون علی منبری کما تنزو القردۃ قال فما رؤی النبی صلی اللہ علیہ و سلم مستجمعا ضاحکا توفی هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔ تعلیق الذهبی قی التلخیص: علی شرط مسلم"

یعنی: " رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ حکم بن العاص کی اولاد آپ کے منبر پر اچک پھاند کر رہے ہیں جس طرح بندر اچکتے ہیں اور لوگوں کو اُلٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹائے لیے جا رہے ہیں۔اس خواب کا پیغمبر پر اتنا عظیم اثر ہوا کہ پھر آپ مرتے مرتے کبھی کھل کر ہنستے ہوئے نہیں پائے گئے۔" (47)

امام حاکم نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کے معیار پر صحیح ہے۔علامہ ذہبی نے بھی اس حدیث کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یقول: اذا بلغت بنو أمیۃ أربعین اتخذوا عباد اللہ خولا و مال اللہ نحلا و کتاب اللہ دغلا۔" (48)

یعنی: " جب بنو امیہ ۴۰ کی تعداد تک پہنچ جائیں گے تو بندگان خدا کو غلام، مال خدا اور کتاب خدا کو ذریعہ فریب بنائیں گے۔"

امام حاکم کہتے ہیں کہ:

" قال: کان لا یولد لأحد مولود الا أتی بہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم فدعا لہ فأدخل علیہ مروان بن الحکم فقال: هو الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون۔ هذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ۔"

یعنی: "جب مروان بن حکم پیدا ہوا تو یہ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: "یہ چھپکلی ہے چھپکلی کا بیٹا، ملعون ہے ملعون کا بیٹا۔" (49)

اسی طرح حضرت عائشہ نے بھی ایک حدیث روایت کی ہے، جس میں یہ فقرہ بھی ہے:

" فبلغ عائشة رضی الله عنها فقالت: كذب و الله ما هو به ولكن رسول الله صلی الله علیه و سلم لعن أبا مروان و مروان فی صلبه فمروان قصص من لعنة الله عزو جل۔ هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه۔ تعلیق الذهبی فی التلخیص: فیه انقطاع۔" (50)

یعنی: " رسول اللہ ﷺ نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی اور مروان ابھی باپ کے صلب میں تھا (حضرت عائشہ نے کہا) تو مروان نے بھی خدا کی لعنت کا پورا حصہ پایا۔"

شعبی عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں:

" أن رسول الله صلی الله علیه و سلم لعن الحكم و ولده۔ هذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاه۔"

یعنی: " حضرت رسول اللہ ﷺ نے حکم اور حکم کی اولاد پر لعنت فرمائی۔" (51)

امام حاکم نے اپنی صحیح المستدرک، کتاب الفتن والملاحم میں ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد بنو امیہ کے بارے میں جو جملے کہے، وہ نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

" لیعلم طالب العلم أن هذا باب لم أذكر فیه ثلث ما روی وأن أول الفتن فی هذه الأمة فتنتهم ولم یسعنی فیما بینی وبین الله أن أخلی الكتاب من ذكرهم۔"

یعنی: " اس باب میں جتنی حدیثیں موجود ہیں میں نے ایک تہائی بھی ذکر نہیں کیں۔ واقعہ یہ ہے کہ امت اسلام میں بنی امیہ کا فتنہ پہلا فتنہ تھا۔ اس کے بعد امام حاکم تحریر کرتے ہیں کہ چونکہ خدا کو ایک نہ ایک دن منہ دکھانا ہے بنی امیہ اور ان کے متعلق پیغمبر کے ارشادات کچھ نہ کچھ درج کتاب کرنے ہی پڑے۔ بغیر ذکر کیے کوئی چارہ کار نہ تھا۔" (52)

غرض رسول اکرم ﷺ نے جن احادیث میں بنو امیہ کے خلاف جملے ادا کئے، ان کی توجیہہ کے لئے ہماری تحقیق کے مطابق ایسی روایات وضع کی گئیں کہ رسول اکرم ﷺ سے بشریت کے تقاضے سے تحت غلطیاں بھی سرزد ہوتی تھیں یا انھوں نے جن لوگوں پر لعنت کی، وہ ان کے لئے رحمت بن گئی، جبکہ ایسا ہونا نہ قرآن کے حوالے سے صحیح ہے اور نہ ہی عقل اسے تسلیم کرتی ہے۔

ہم نے یہاں رسول اکرم ﷺ کی بشری حیثیت کے متعلق مختلف حوالوں سے بحث کی۔ اس تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ بے شک انسان تھے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ عام انسانوں کی طرح غلطیاں کرتے تھے یا وہ کبھی قرآن بھول جاتے تھے اور صحابہ انھیں یاد دلاتے تھے یا کبھی نماز کی رکعات بھول جاتے تھے اور صحابہ یاد دلاتے تھے یا وہ مؤمنین کو تکلیف یا اذیت پہنچاتے تھے بلکہ آپ کی ذات قرآن کی تعلیمات کے مطابق تمام عالمین کے لئے اسوۂ حسنہ تھی۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی شخصیت دو حصوں یعنی دینی اور دنیوی میں تقسیم ہرگز نہ تھی یعنی ایسا نہیں ہے کہ وہ کوئی حکم عام انسان کی حیثیت سے دیتے تھے اور کوئی حکم نبوی حیثیت سے دیتے تھے۔ ان کی جن غلطیوں کو احادیث میں نمایاں کیا گیا ہے ہمارے نزدیک خاص غرض کے تحت وضع کی گئی ہیں، جس کے تحت بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی توجیہہ کی جاسکے اور ان کا خلفائے رسول کی حیثیت سے جو احترام کیا جاتا تھا، ان کے ظالمانہ رویے کے باوجود وہ احترام برقرار رہ سکے۔ غرض رسول اللہ ﷺ اگرچہ انسان تھے لیکن وہ ایک انسان کامل کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کا ایک خاص امتیاز یہ تھا کہ ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔ ان سے بشر ہونے کی حیثیت سے نہ تو کوئی غلطی ہوتی تھی اور نہ ہی وہ بھول جاتے تھے۔

حوالہ جات

1۔القرآن، کہف، آیت ۱۱۰

2۔القرآن، فصلت، آیت ٦

3۔القرآن، یونس، آیت ۱۵

4۔فخر الدین رازی، محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین، مفاتیح الغیب، المکتبہ الشاملتہ، جز ۸، ص ۲۴۵۔

5۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت + دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔ جز ۷، ص ۹۵

6۔ابن حبان، صحیح ابن حبان، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، الثانیۃ، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء، مؤسسۃ الرسالۃ، ج ۱، ص ۲۰۲

7۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، تحقیق: د۔ مصطفیٰ دیب البغا، الناشر: دار ابن کثیر، الیمامۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء، باب التوجہ نحو القبلۃ حیث کان، جز ۱، ص ۱۵٦

8۔ مسلم بن الحجاج أبو الحسین القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، باب السھو فی الصلاۃ والسجود لہ، جز ۱، ص ۴۰۰

9۔أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی، مسند أحمد بن حنبل، المحقق: السید أبو المعاطی النوری، عالم الکتب - بیروت، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء، جز ۱، ص ۳۷۹

10۔ سنن أبی داود، أبو داود سلیمان بن الأشعث السجست، دار الکتاب العربی، بیروت، جز ۱، ص ۳۹۰

11۔ محمد بن یزید أبو عبد اللہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار الفکر، بیروت، باب السھو فی الصلاۃ، جز ۱، ص ۳۸۰

12۔دار قطنی البغدادی، علی بن عمر، سنن الدار قطنی، تحقیق: السید عبد اللہ ہاشم یمانی المدنی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۸٦ھ، ۱۹٦٦ء جز ۱، ص ۳۷۵

13۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت، دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت صَلَاۃِ الْمُسَافِرِینَ۔ باب الأَمْرِ بِتَعَھُّدِ الْقُرْآنِ وَکَرَاھَۃِ قَوْلِ نَسِیتُ آیَۃَ کَذَا۔ جز ۲، ص ۱۹۰

14۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، دار ابن کثیر، الیمامۃ بیروت۔ الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء، تحقیق: د۔ مصطفیٰ دیب البغا- جامعۃ دمشق، الجز ۴، ص ۱۹۲۲

15۔القرآن، اعلیٰ۔ آیت ٦

16۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المختصر، دار ابن کثیر، الیمامۃ بیروت۔ الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷ء، تحقیق: د۔ مصطفیٰ دیب البغا- جامعۃ دمشق، أبواب السھو، باب من یکبر فی سجدتی السھو، الجز ۱، ص ۴۱۲

17۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب السھو فی الصلاۃ والسجود لہ۔ دار الفکر - بیروت - لبنان، طبعۃ مصححۃ ومقابلۃ علی عدۃ مخطوطات ونسخ معتمدۃ، ج ۲، ص ۸٦

18۔ محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی، مختصر زاد المعاد، دار الریان للتراث القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء، جز ۱، ص ۲۰

19۔ محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی، مختصر زاد المعاد، دار الریان للتراث القاہرۃ، الطبعۃ: الثانیۃ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء، جز ۱، ص ۲۰

20۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجتہ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا عبد الحق حقانی، دار الاشاعت، تاریخ ندارد، اردو بازار، کراچی، ص ۲۰۷

21۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجتہ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا عبد الحق حقانی، دار الاشاعت، تاریخ ندارد، اردو بازار، کراچی، ص ۲۰۸

22۔ شبلی نعمانی، الفاروق، طابع: شیخ نیاز احمد، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ، پبلشرز، ادبی مارکیٹ، چوک انار کلی، لاہور، تاریخ ندارد، ص ۴۳۹

23۔طہٰ حسین مصری، ڈاکٹر، حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم، مترجم: شاہ حسن عطا، نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۱۲۴

24۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ج ۲، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی، مئی ۱۹۸۵ء، ص ۱۱۲

25۔ محمد عبد اللہ، ڈاکٹر، سید سر سید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی اور فکری جائزہ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۰۸

26۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت، جز ۸، ص ۲۴، کتاب البر والصلۃ والآدب۔

27۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت دار الأفاق الجدیدۃ بیروت، جز ۸، ص ۲۴

28۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت، دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔ جز ۸، ص ۲۵

29۔احمد بن حنبل، مسند احمد، دار صادر بیروت لبنان، ج ۲ ص ۴۴۹

30۔ عبد اللہ بن بہرام الدارمی، سنن الدارمی، ۱۳۴۹ھ، مطبعۃ الحدیثۃ دمشق، طبع بعنایۃ محمد أحمد دہمان، ج ۲ ص ۳۱۵

31۔ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، طبع باذن خاص من ورثۃ حسام الدین القدسی مؤسس مکتبۃ القدسی بالقاہرۃ، ج ۸ - ص ۲٦٦

32۔جلال الدین السیوطی، الجامع الصغیر، الأولی، ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، ج ۱، ص ۲۳۵ - ۲۳٦

33۔ مقریزی، امتاع الأسماع، تحقیق وتعلیق: محمد عبد الحمید النمیسی، الأولی، ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء، منشورات محمد علی بیضون، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ج ۲، ص ۲۵۱

34۔القرآن،النجم،آیت ۳۔ ۴

35۔القرآن،آل عمران،آیت۔ ۱۳۴

36۔القرآن،فرقان،آیت۔ ٦۳

37۔القرآن، قلم،آیت۔ ۴

38۔القرآن،آل عمران،آیت۔٦١

39۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر، المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی: ھ ۱۴۲۲، الجزا، ص ۱۳

40۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔ جز۸، ص۳۰

41۔ سلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔ جز۸، ص۳۰

42۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر، المحقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی: ۱۴۲۲ھ، الجز۱۵، ص۲۲۲

43۔بخاری، محمد بن اسماعیل، جامع الصحیح المختصر، تحقیق: د۔ مصطفیٰ دیب البغا، دار ابن کثیر، الیمامۃ بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ ۱۹۷۸ء، کتاب الأدب۔ باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فاحشا ولا متفحشا، جز۵، ص ۲۲۴۳

44۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت دار الأفاق الجدیدۃ۔ بیروت۔ جز۸، ص ۲۳

45۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری، صحیح مسلم، دار الفکر بیروت لبنان، طبعۃ مصححۃ ومقابلۃ علی عدۃ مخطوطات ونسخ معتمدۃ، ج ۸ ص ۲۷

46۔ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، صحح عن النسخۃ المحفوظۃ فی مکتبۃ الحرم المکی تحت اعانۃ وزارۃ معارف الحکومۃ العالیۃ الہندیۃ، ج ۲ ص ٦۹۹

47۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص ۵۲۷

48۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص۵۲٦

49۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص۵۲٦

50۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص۵۲۸

51۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص۵۲۸

52۔حاکم نیشاپوری، محمد بن عبداللہ أبو عبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، جز۴، ص۵۲۸